تاریخ دعوت وعزیمت عربی سے ترجمہ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما

اگر کبھی ایسا ہوا ہوتا کہ اللہ تعالےٰ نے کچھ لوگوں کو جنت میں پیدا فرماتا۔ اور وہ جنت ہی میں پل بڑھ کر جوان ہوتے اور پھر اس کے بعد انہیں زمین پر بھیج دیتا کہ وہ اپنے وجود سے اسے زینت بخشیں اور اس کی تاریکیاں دور کریں۔ تو یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے۔ کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ان کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ بھی ان اہلِ جنت میں شامل ہوتے۔ لیکن ہمیں اس سلسلے میں ایک مفروضے کا سہارا لینے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جب کہ وہ تینوں فی الواقع تھے ہی اہلِ جنت میں سے۔ یہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مشرکین مکہ کے جور و ستم کا تختہ مشق بنتے دیکھ کر یہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ آلِ یاسر رضی اللہ عنہم صبر سے کام لیجیے بیشک تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔ تو یہ محض انہیں تسلی دینے کے لیے نہیں فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے امر واقع کا اظہار فرمایا کرتے تھے جیسے آپ علیٰ وجہ البصیرت جانتے تھے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ بن عامر یمن کے رہنے والے تھے۔ وہ برسوں پہلے اپنے ایک گمشدہ بھائی کے تلاش میں گھر سے نکلے تھے۔ مکہ مکرمہ پہنچے تو یہ جگہ انہیں اس قدر پسند آئی کہ انہیں مستقل طور پر قیام کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ وہ ابو حذیفہ بن مغیرہ کے حلیف کی حیثیت سے مستقل طور پر مکہ میں سکونت پذیر ہوگئے۔ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح اپنی ایک لونڈی سمیہ بنت خیاط سے کردیا۔ جن کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت عمار جیسا مبارک بیٹا عطا فرمایا۔ یہ یقیناً ان پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل وکرم تھا۔

حضرت عمار بن یاسرؓ اور ان کے والدین ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آغاز ہی میں حلقہ بگوش اسلام ہو جانے کی سعادت سے ہمکنار کر دیا تھا۔ اس کے نتیجے میں انہیں مشرکینِ مکہ کے ہاتھوں جن وحشیانہ مظالم کا نشانہ بننا پڑا تھا۔ وہ بھی انتہائی شدید قسم کے تھے۔

مشرکین مکہ دعوت اسلام پر لبیک کہنے والوں کے لیے آلام ومصائب اور شدائد ومشکلات

کی نت نئی صورتیں برابر تلاش کرتے رہتے ۔ اگر ایمان لانے والا شخص قریش کے کسی معزز اور باثر قبیلے کا فرد ہوتا تو اسے دھمکیاں دی جاتیں ۔ کہ سے اپنی اسی جسارت کا بدترین خمیازہ بھگتنا پڑے گا ۔ عام طور پر یہ ہوتا کہ ابوجہل اس شخص سے خصوصی طور پہ ملاقات کر کے دھمکی دیتا اور کہتا ، تو نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے ۔ حالانکہ وہ تم سے بہتر تھے ۔ لہٰذا اب تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا ۔ ہم تمہاری آرزؤں کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیں گے ۔ تمہاری عزت و شرف خاک میں ملا دیں گے تمہارا کاروبار تباہ کر دیں گے ۔ اور تمہارے مال و دولت کا صفایا کر دیں گے ۔

اور یوں اس کے خلاف ایک نفسیاتی جنگ کا آغاز ہو جاتا ۔

اگر دعوتِ اسلامی پر لبیک کہنے والے شخص کا تعلق غریب و نادار اور کمزور لوگوں سے ہوتا تو اسے دھمکیاں دینے کے بجائے فوری طور پر ظلم و استبداد کا نشانہ بنایا جاتا اور خاندان یاسر کا تعلق اسی دوسرے گروہ سے تھا ۔ آلِ یاسر کو تختۂ مشق ستم بنانے کا کام بنو مخزوم کو تفویض کیا گیا تھا وہ ان تینوں کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ سے باہر چلے جاتے اور وہاں تپتی ریت پر لٹا کر انہیں طرح طرح کے عذاب دیئے جاتے ۔ سب سے زیادہ جور و ستم کا نشانہ جناب سمیہ رضی اللہ عنہا کو بننا پڑتا مگر اسلام کی اس پہلی شہیدہ رضی اللہ عنہا نے عزیمت و استقامت کی جو تابناک مثال قائم کی ۔ وہ پوری نوعِ انسانی کے لیے سرمایۂ صد افتخار ہے ۔

راہِ حق میں عزیمت اور استقامت اور جاں سپاری اور سرفروشی کی یہ داستانیں ایک ایسی مشامِ جانفزا کی طرح ہیں جو اہلِ ایمان کے دلوں کو دین کے لیے محبت و شیفتگی اور سرفروشی اور جاں بازی کے جذبوں سے لبریز کر دیتی ہے ۔ یہ ایک ایسا مینارۂ نور ہے جو قیامت تک آنے والی نسلوں کو اسلام کی حقانیت و صداقت اور عظمت سے روشناس کراتا رہے گا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا ۔ کہ ہر روز اہتمام کے ساتھ اس راستے سے گزرتے جہاں آلِ یاسر رضی اللہ عنہ ، کو جور و ستم کا نشانہ بنایا جاتا تھا ۔ اس دور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اس پوزیشن میں تو نہیں تھے ۔ کہ ان ظالموں کو آلِ یاسر رضی اللہ عنہ پر ظلم و تشدد کرنے سے باز رکھ سکتے لیکن اس راستے سے گزرتے ہوئے آپ ان کے لیے تشفی کا سامان ضرور فراہم کرتے تھے ۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ان پر ڈھائے جانے والے وحشیانہ اور دلدوز مظالم کا مشاہدہ فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اپنے ان جان نثاروں کے لیے شفقت و محبت سے پگھل پگھل جاتا ۔

اور ایک دن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حال دریافت کرنے تشریف لائے تو عمار رضی

نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! اب تو یہ عذاب ہماری قوت برداشت سے باہر ہو رہا ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا : اے آلِ یاسرؓ ! صبر سے کام لیجئے اللہ تعالےٰ نے تمہارے لیے جنت کو ٹھکانہ بنایا ہے ۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر قریش مکہ جو خوفناک مظالم ڈھاتے تھے ان کی کچھ تفصیلات ان کے ساتھیوں نے بیان کی ہیں ۔ عمرو بن الحکیم بیان کرتے ہیں ۔

عمارؓ بن یاسرؓ کو اس قدر جبر و تشدد کا نشانہ بنایا جاتا کہ ان کے حواس گم ہو جاتے ۔ یہاں تک کہ انہیں یہ بھی معلوم نہ ہو پاتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں ۔

اور عمروؓ بن میمون کہتے ہیں " ایک دن کا واقعہ ہے کہ مشرکینِ مکہ نے عمارؓ بن یاسرؓ کو آگ میں زندہ جلانے کا فیصلہ کیا ۔ اسی دوران میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گذرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور آگ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ۔

اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے لیے سلامتی کا باعث بن جا جس طرح تو ابراہیم علیہ السلام کے لیے ٹھنڈی اور باعث سلامتی بن گئی تھی ۔

کفار کے وحشیانہ ہتھکنڈے حضرت عمارؓ کے جسم کو تو متاثر کر سکتے تھے ۔ مگر ان کے ذریعے ان کی ایمانی قوت کو دبانا ممکن نہ تھا ۔ انہوں نے بہیمانہ جبر و تشدد کے سامنے شکست تسلیم نہ کی لیکن پھر وہ دن بھی آگیا ۔ جب ان کی قوت برداشت دے گئی ۔ اس دن ان پر ظلم و ستم ڈھانے والوں نے اذیت رسانی کے تمام پچھلے ریکارڈ مات کر دے ۔ ان کا جسم دہکتے انگاروں سے داغا گیا ۔ پھر انہیں گرم سنگریزوں پر ڈال کر کھینچا گیا ۔ اور جب اس سے بھی ظالموں کی تسلی نہ ہوئی ۔ تو انہیں پانی میں غوطے دیئے گئے حتیٰ کہ ان کا دم گھٹنے لگا ۔ اور زخم کھل کر خون رسنے لگا ۔ پھر جب اس شدید ذہنی و جسمانی اذیت کی وجہ سے ان کے حواس جاتے رہے ۔ کفار نے انہیں مجبور کیا کہ ان کے معبودوں کی حمد و ثنا بیان کریں ۔

چنانچہ وہ ظالم اپنے معبودوں کی تعریف میں جو کچھ کہتے ۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ جانے بوجھے بغیر ساتھ ساتھ دہراتے چلے جاتے ۔

پھر تشدد و تعزیت کا یہ سلسلہ کچھ رکا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے حواس بحال ہوئے ۔ تو انہیں احساس ہوا کہ وہ بے ہوشی میں کیا کچھ کہتے رہتے ہیں ۔ اس احساس جرم نے ان کے حواس دوبارہ گم کر دیے ۔ انہیں یوں محسوس ہوا ۔ گویا ان سے ایک ایسا جرم سرزد ہو گیا ہے ۔ جس کی بخشش ممکن ہے نہ کفارہ ۔ وہ اس احساسِ گناہ نے انہیں ایک ایسے شدید روحانی کرب میں مبتلا کر دیا ۔ جس کے مقابلے میں جسمانی عذاب اور تشدد ہیچ نظر آنے لگا ۔ اگر ان پر یہ کیفیت کچھ دیر اور طاری

رہتیں تو ان کی موت واقع ہو سکتی تھی ۔

لیکن اللہ تعالےٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا ۔ ان کی مشیت تھی کہ یہ واقعہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ بن یاسرؓ کی عظمت میں کمی کرنے کے بجائے مزید اضافے کے باعث ہو ۔ اللہ تعالےٰ کو اس بات کا علم تھا کہ انہوں نے جو کچھ بھی کہا ہے اضطراری حالت میں کہا ہے ۔ چنانچہ انہیں ہاتف غیبی کے ذریعے بشارت دی گئی کہ اس کے لیے ان سے کوئی باز پرس نہیں کی جائے گی ۔ لہٰذا وہ پوری طرح مطمئن رہیں ۔

اسی دوران میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوا تو آپ نے دیکھا کہ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ رو رہے ہیں ۔ آپ نے کمال شفقت و محبت سے خود اپنے دستِ مبارک سے ان کو آنسو پونچھے اور انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا ۔

کیا یہ صحیح ہے کہ کفار تجھے پکڑ کر لے گئے ۔ اور جبر و تشدد کا نشانہ بنایا اور گرم پانی میں غوطے دیتے رہے ۔ جس پر تو نے یہ اور یہ کہا ؟

حضرت عمارؓ نے گزارش کی ؛ اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بجا فرمایا ۔ ایسا ہی ہوا ہے ۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا اگر خدا نخواستہ تمہیں دوبارہ اس طرح کی صورت حال پیش آجائے تو تم دوبارہ بھی یہ باتیں کہہ سکتے ہو ۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ۔

" جو شخص ایمان لینے کے بعد کفر کرے گا اگر اس نے ایسا مجبوری کی حالت میں کیا اور اس کا دل بدستور ایمان پر مطمئن رہا تو ایسے شخص پر کوئی مواخذہ نہیں ہے ۔ لیکن جس شخص نے خود اپنے دل کی رضامندی سے کفر قبول کر لیا ۔ اس پر اللہ کا غضب ہے ۔ اور ایسے لوگوں کے لیے عذاب بہت بڑا ہے ۔ (النحل ۲۶)

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سن کر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی ڈھارس بندھی اور ان کا بڑھتا ہوا اضطراب سکون میں تبدیل ہو گیا ۔ اب انہیں اپنے جسم پر کفار کے ہاتھوں کیے ہوئے جبر و تشدد کا احساس تک نہ رہا اور یوں محسوس ہوا کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ان کے لیے یہ بہت بڑا اعزاز تھا ۔ کہ ان کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے خصوصی طور پر جو احکام نازل فرمائے ۔ وہ قرآن کریم قیامت تک موجود اور محفوظ رہیں گے ۔ اب ان کے لیے راہِ حق میں کوئی بڑی سے بڑی مشقت اور مصیبت برداشت کرنا کچھ مشکل نہ رہا تھا ۔ یوں انہیں یکایک

یہ احساس ہونے لگا کہ وہ ایمانی بلندیوں اور روحانی عظمتوں کی معراج سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔
اس واقعے نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے اندر باطل کے مقابلے میں عزیمت و استقامت سے ڈٹے رہنے کا ایسا حوصلہ اور ولولہ پیدا کر دیا۔ جس کے مقابلے میں کفار عاجز آگئے اور انہیں راہِ حق پر ان کی ثابت قدمی کے سامنے شکست تسلیم کرنا پڑی۔
اور پھر تاریخ ایک عظیم موڑ مڑتی ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آجاتے ہیں۔ یوں مدینہ منورہ میں ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل کا آغاز ہوتا ہے۔ اس نئے اور پاکیزہ معاشرے کا آغاز ہوتا ہے۔ اس نئے اور پاکیزہ معاشرے میں حضرت عمار بن یاسرؓ کو راہِ حق میں ان کی جانی و مالی قربانیوں کی وجہ سے بہت اونچا مقام حاصل ہے۔ خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ اور اکثر ان کے جزبۂ ایمانی کی تعریف و تحسین فرماتے رہتے ہیں۔ مثلاً ان کے بارے میں آپ کا ارشادِ گرامی ملاحظہ ہو۔
عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سرتاپا جزبۂ ایمانی سے لبریز ہیں۔ ایمان کا جزبہ ان کی ہڈیوں کے گودے تک اترا ہوا ہے۔
اسی طرح جب ایک بار حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کے مابین کسی معاملہ غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔
جو شخص عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے عداوت رکھے گا۔ اس پر اللہ تعالےٰ عداوت رکھے گا اور جو عمار بن یاسرؓ سے ناراض ہوگا۔ اس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوگا۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنتے ہی حضرت خالدؓ بن ولید دوڑتے ہوئے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچے اور ان سے اپنی زیادتی کے لیے معذرت طلب کی اور کہا کہ وہ درگزر سے کام لیں۔ اسی طرح جب مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے موقع کی مناسبت سے ایک رجزیہ ترانہ پڑھنا شروع کیا جسے ان کے ساتھ دوسرے صحابہ کرامؓ بھی دہرانے لگے اس ترانے کے الفاظ یہ تھے۔
لَا يَسْتَوِي مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَا يَدْأَبُ فِيهَا قَائِمًا وَقَاعِدًا وَمَنْ يُرَى عَنِ الْغُبَارِ حَائِدًا
یعنی وہ شخص جو مسجد کی تعمیر کا کام کرتا ہے۔ اور اُٹھتے بیٹھتے اس کام میں لگا رہتا ہے اور وہ شخص جو اس کام سے الگ تھلگ بیٹھا رہتا ہے۔ تاکہ اس کے کپڑے غبار آلود نہ ہوں یہ دونوں آپس میں برابر نہیں ہو سکتے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ، مسجد کے ایک گوشے میں کام کر رہے تھے۔ انہوں نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر یہ رجز دہرانا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ ان کی آواز بھی بلند ہو گئی اس پر بعض صحابہ کرام رض نے اس بدگمانی کا اظہار کیا۔ کہ وہ ایسا اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لیے کر رہے ہیں " صحابہ رضی اللہ عنہ کے اس رویے سے حضرت عمارؓ شدید ناراض ہوئے اور جب اس کا پتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چلا تو آپ بھی سخت ناراض ہوئے اور فرمایا۔

" یہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ سے الجھ رہے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ عمارؓ تو انہیں جنت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں اور وہ انہیں جہنم کی طرف، بخدا ! عمار رضی اللہ عنہ، مجھے اتنے ہی عزیز ہیں جتنی اپنی دونوں آنکھوں کے مابین پائی جانے والی جگہ۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص سے اس قدر غیر معمولی محبت رکھتے ہیں۔ تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کا جذبۂ ایمانی کس پائے کا ہو گا۔ اور راہِ حق میں انہوں نے جان و مال کی جو عظیم قربانیاں دیں ان کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کیا مقام ہو گا۔

امر واقع یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اپنے بے شمار انعامات سے نواز رکھا تھا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تزکیہ و تربیت نے انہیں ہدایت و یقین کی دولت سے مالا مال کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ خود حضورؐ انہیں باقی صحابہ کرامؓ کے لیے نمونہ قرار دیتے ہوئے فرماتے تھے۔

" میرے بعد تم ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرو اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے راہنمائی حاصل کرو۔

حضرت عمارؓ کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے وہ ایک طویل القامت انسان تھے۔ دونوں کندھوں کے درمیان کشادگی پائی جاتی تھی۔ بہت زیادہ خاموشی پسند تھے۔ چنانچہ بہت کم گفتگو کیا کرتے تھے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں حصہ لیا۔ بدر اُحد سے لے کر خندق و تبوک تک ایک غزوہ بھی ایسا نہیں تھا جس میں انہوں نے شرکت نہ کی ہو، سرورِ کونینؐ کی وفات کے بعد بھی ان کی پوری زندگی جہاد فی سبیل اللہ میں گزری سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں ظہور پذیر ہونے والے فتنۂ ارتداد کی سرکوبی سے لے کر ایران اور روم کے خلاف جنگوں تک کوئی معرکہ ایسا نہیں تھا جس میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے شرکت نہ کی ہو۔ اور جس معرکے میں بھی وہ شریک ہوتے ہمیشہ صفِ اوّل میں انتہائی بے جگری اور بہادری سے لڑتے تھے۔

سیدنا عمرؓ بن الخطاب خلیفہ بنے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ سلطنت کے مختلف صوبوں

میں انتظام وانصرام کے لیے ایسے گورنر مقرر کریں گے جو اس کے اہل ہوں گے اور اس منصب کیلئے کیے جانے والے حضرات میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا نام بھی شریک تھا۔ چنانچہ انہیں کوفے کا گورنر بنا دیا گیا ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود جیسے جلیل القدر صحابی مشیر اور بیت المال کے نگران مقرر کیے گئے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اہل کوفہ کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں۔ میں عمارؓ بن یاسرؓ کو تمہارا گورنر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ اور ان کے ساتھ عبداللہ بن مسعودؓ کو معلم اور وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ اور یہ دونوں مدینہ منورہ کے شرفا میں سے ہیں۔ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں۔ اور دونوں کو اہل بدر میں سے ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ گورنر کی حیثیت سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی زندگی بعد والوں کے لیے جو اس منصب کو محض دنیا طلبی کے لیے حاصل کرتے ہیں۔ اس لیے کہ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ گورنر بننے کے بعد زہد و تقویٰ اور تواضع و انکساری میں پہلے سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ ان کی گورنری کے دوران ہی میں کوفے کے ایک آدمی نے انہیں مخاطب کر کے کہا اے کٹے ہوئے کان والے شخص! اس طرح وہ شخص ان کی تضحیک کرنا چاہتا تھا۔ حالانکہ ان کا کان خلافتِ صدیقی میں مرتدوں کے خلاف لڑائیوں میں کٹا تھا۔ اور سنیئے اس شخص کے جواب میں گورنر کوفہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کیا کہا انہوں نے کہا اے شخص تو نے مجھے اس کان کے بارے میں تضحیک و طعن کا نشانہ بنایا ہے۔ جو اس اعتبار سے میرے دونوں کانوں میں سے بہتر ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں کاٹا گیا ہے۔

جنگِ یمامہ میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا کان کٹ جانے کا ذکر ہوا ہے۔ جو ہم یہاں کی تفصیلات بھی بیان کر دیتے ہیں۔ یہ ان دنوں کی بات ہے۔ جب حضرت عمارؓ اپنی زندگی کے سب سے پر جوش دور تھا۔ وہ اس لشکر میں شامل تھے۔ جسے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا گیا تھا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کے لشکر پر برقِ تپاں بن کر لوٹ رہے تھے اور انہیں تہس نہس کر رہے تھے۔ لڑتے لڑتے اگر انہیں کہیں یہ معلوم ہوتا کہ اسلامی فوج کی صفوں میں شگاف پڑ رہا ہے یا اضمحلال پیدا ہو رہا ہے۔ تو انہیں فوراً پکار کر توجہ دلاتے اور یوں مسلمانوں کے اکھڑے ہوئے قدم دوبارہ جم جاتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جنگِ یمامہ میں حضرت عمارؓ کے سرفروشانہ کردار کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں جنگ یمامہ کے دن میں نے عمارؓ بن یاسرؓ کو دیکھا کہ وہ ایک چٹان پر کھڑے ہیں۔ اور چلا چلا کر کہہ رہے ہیں۔

اے اہلِ ایمان ! کیا تم جنت سے بھاگے جا رہے ہو ۔ میں عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہما) ہوں ۔ ادھر میری طرف آؤ ۔ میں نے ان کی طرف نگاہ اُٹھائی تو دیکھا کہ ان کا ایک کان کٹا ہوا ہے ۔ وہ انتہائی بے جگری سے لڑ رہے ہیں ۔ جو لوگ نبی اکرمؐ کے بارے میں شک و شبہہ کا شکار ہیں کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ اس سیرت و کردار کے انسان ، دبستان رسالت کے علاوہ بھی کہیں تیار ہو سکتے ہیں ؟ ایسے انسان جو جہاد میں اس لیے حصّہ لیتے ہیں کہ اگر انہیں کامیابی نہیں ملتی تو وہ اپنی جان کی بازی لگا دیں ۔ بلکہ ان کا شوقِ شہادت فتح و کامرانی کی خواہش سے کہیں زیادہ ہوتا ہے ۔ اور ایسے انسان جب خلافت و حکومت کی مسند پر فائز ہوتے ہیں ۔ تو ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ حکمرانی کی گرانبار ذمے داریاں نبھانے کے ساتھ ساتھ بیواؤں کی بکریاں دوہنے اور یتیموں کے لیے آٹا گوندھنے کا وقت بھی نکال لیتے ہیں ۔ جیسا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ، کرتے تھے ۔ اور ایسے لوگ جب گورنری کے منصب پر فائز ہوتے ہیں ۔ تو اپنے فرائض کما حقہٗ ادا کرنے کے علاوہ بازار سے اپنی ضرورت کی چیزیں خریدنے اور خود اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر گھر لانے کا اہتمام بھی کرتے ہیں ۔ جیسا کہ حضرت عمارؓ کیا کرتے تھے ۔ یا پھر وہ اپنی تنخواہوں سے دستبردار ہو جاتے ہیں اور اپنی ذمہ داریاں بطریقِ احسن پوری کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی گزر اوقات کے لیے محنت و مشقت کا کام کرتے ہیں ۔ جیسے حضرت سلیمان فارسیؓ گھاس پھوس کی رسیوں سے تھیلے بنایا کرتے تھے ۔

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جب مشہور صحابیِ رسولؐ حضرت حذیفہؓ بن ایمان کا جو عربی زبان و ادب کے ماہر سمجھے جاتے ہیں ۔ آخری وقت آیا تو ان کے ساتھیوں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ اپنے بعد ہمیں کس سے رجوع کرنے کا مشورہ دیتے ہیں ۔

انہوں نے جواب دیا ۔ میرے بعد آپ لوگ حضرت عمار بنؓ سمیہؓ سے رجوع کریں اس لیے کہ وہ زندگی کے آخری لمحوں تک بھی حق پر قائم رہیں گے یاد رہے کہ سمیہؓ حضرت عمارؓ کی والدہ کا نام تھا حضرت حذیفہ ایمان نے بالکل صحیح فرمایا تھا ۔ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ واقعی زندگی کے آخری لمحوں تک حق پر قائم رہنے والوں میں سے تھے ۔ بلاشبہ وہ ہر حال میں اور ہر مقام پر حق کا ساتھ دینے والے تھے ۔ نبی اکرمؐ ابھی نئے نئے مدینہ منورہ آئے تھے ۔ اور وہاں مسجد بنانے کا کام ہو رہا تھا ۔ رسول اللہ اور صحابہ کرامؓ سب تعمیر مسجد میں حصّہ لے رہے تھے ۔ اس حال میں کہ ان کے جسم اور کپڑے گرد آلود تھے لیکن دل جذبہ ایمانی سے معمور اور زبانیں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے نغموں سے معمور اور کیف و سرور کے اس عالم میں وہ گارا بناتے پتھر اُٹھاتے اور دیواریں چننے کے مختلف النوع کام ساتھ ساتھ کر رہے

تھے۔ علاوہ ازیں تھوڑے تھوڑے وقفوں اور موقع محل کی مناسبت سے اشعار پڑھنے جاتے تھے۔ کورس کی شکل میں حتی کر ان کے بلند آہنگ زمزموں کی صدائے بازگشت سے پوری وادی گونج اُٹھتی تھی۔ اس موقع پر جو اشعار پڑھے گئے اُن میں بعض کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے۔

اگر ہم بیٹھے رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کام کرتے رہے۔ تو یہ بہت بُری بات ہوگی۔

اے اللہ! اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے لہٰذا تو مہاجرین و انصار، سب پر اپنی رحمت کا نزول فرما یہ سب لوگ جو مسجد کی تعمیر کر رہے ہیں۔ اللہ کے دوست ہیں۔ بلکہ یہ لوگ تو اللہ کے پاس ہیں۔ جو اس کے گھر کی تعمیر کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسجد کی تعمیر میں برابر کے شریک تھے۔ بلکہ دوسروں سے زیادہ کام کر رہے تھے۔ جو پتھر سب سے بھاری ہوتا۔ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اٹھاتے جو کام سب سے زیادہ مشکل ہوتا اسے آپ خود کرتے

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مسجد تعمیر کرنے والوں میں حضرت عمارؓ بن یاسرؓ بھی تھے۔ جو ایک بہت بڑا پتھر نیچے سے اُٹھا کر اوپر اس کی جگہ پر رکھ رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک بھاری پتھر اُٹھاتے ہوئے دیکھا۔ تو کمال شفقت و محبت سے نزدیک جاکر اپنے دستِ مبارک سے ان کے سر سے گرد صاف کرنے لگے۔ پھر ان کے پرسکون ماحول پر نظریں گاڑتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کرام کی موجودگی میں فرمایا۔ آہ عمارؓ بن سمیہؓ انہیں ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔ یہ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کی شہادت کے بارے میں پہلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی تھی پھر تھوڑے ہی عرصے بعد آپؐ نے اس سلسلہ میں دوبارہ پیشین گوئی فرمائی۔ ہوا یہ کہ حضرت عمارؓ ایک دیوار کے نیچے کھڑے ہوکر کام کر رہے تھے۔ دیوار اچانک گر پڑی اور وہ اس کے نیچے آگئے۔ اس کے ساتھیوں نے سوچا۔ وہ دیوار کے نیچے آکر شہید ہوگئے ہیں۔ چنانچہ وہ فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تاکہ آپ سے ان کی وفات پر تعزیت کریں لیکن جب انہوں نے اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو آپ نے کمال اطمینان سے فرمایا۔ عمارؓ فوت نہیں ہوئے انہیں تو ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔

یہ باغی گروہ کون ہوگا اور وہ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو کب اور کہاں شہید کرے گا۔ اس بارے میں نبی کریمؐ نے خود کچھ نہ بتایا حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے کچھ دریافت کرنا مناسب سمجھا۔ لیکن حضورؐ کی یہ پیشگوئی پوری ہونے کے بارے میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو مکمل یقین ہوگیا۔ اور وہ جانتے تھے

کہ ان کی شہادت کسی بھی لمحے متوقع ہے ۔ دن مہینے سال گزر گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے پھر وہ بھی اللہ کو پیارے ہوگئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، مسندِ خلافت پہ فائز ہوئے اور فاروقِ اعظم کی شہادت پر بارِ خلافت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، کو اٹھانا پڑی ۔

اس دوران میں اسلام کے خلاف سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا سلسلہ جاری رہا اور وہ دشمنانِ دین جنہیں میدان جنگ میں منہ کی کھانا پڑی تھی ۔ اب مسلمانوں کو زک پہنچانے کی در پردہ کوششیں کرنے لگے ۔ وہ چاہتے تھے ۔ کہ فرزندانِ توحید میں نفاق اور انتشار کا بیج بوکر اپنی گزشتہ ناکامیوں کا انتقام لیں ان کی ریشہ دوانیوں کا پہلا شکار سیدنا عمرؓ تھے ۔ اور عالمِ اسلام میں جگہ جگہ فتنہ و فساد نے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے

یوم معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عثمانؓ بوجہ ان فتنوں کی سرکوبی پر بھرپور اور فوری توجہ نہ دے سکے اور یہی چیز ان کی شہادت کے عظیم المیے کا باعث بنی ۔ جس نے مملکت کے اندر فتنہ و انتشار کے ایک نہ ختم ہونے والے سلسلے کے بیج بو دیئے ۔ یہ اسی کا شاخسانہ تھا کہ حضرت امیر معاویہؓ نے خلیفہ راشد علی رضی اللہ عنہ، کے مقابلے میں خلافت کا دعویٰ لے کر اُٹھے ۔ اس نئی صورتِ حال نے صحابہ کرامؓ کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا ۔ جبکہ بعض صحابہؓ نے کسی خاص گروہ کا ساتھ دینے کے بجائے غیر جانبدار رہ کر گھر بیٹھ رہنے کو ترجیح دی ۔ حضرت عبدؓ اللہ بن عمرؓ کے الفاظ میں غیر جانبدار رہنے والے صحابہ کرامؓ کا کہنا یہ تھا اگر کوئی ہمیں نماز کے لیے بلائے گا تو ہم لبیک کہیں گے ۔ اسی طرح اگر کوئی ہمیں بھلائی اور بہتری کے لیے بلائے گا تو بھی ہم حاضر ہیں ۔ لیکن اگر کوئی ہمیں اس لیے بلائے گا کہ اپنے مسلمان بھائی کو قتل کریں اور اس کا مال غضب کریں تو یہ ہم سے نہیں ہوسکے گا ہم انکار کر دیں گے ۔ اسی طرح کچھ لوگوں نے حضرت امیر معاویہؓ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا ۔ جب کہ اکثر صحابہؓ ، حضرت علیؓ کا ساتھ دے رہے تھے ، کیونکہ وہ خلیفہ راشد ہے ۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ تاریخ کے اس نازک موڑ پہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، کا موقف کیا کہتا ہے اس لیے کہ ان کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو یہ تاکید فرمائی تھی کہ وہ ان سے ہدایت اور راہنمائی حاصل کیا کریں اور اس لیے بھی کہ ان کے بارے میں حضورؐ نے صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا تھا ۔ کہ جو شخص عمارؓ بن یاسرؓ سے عداوت رکھے گا ۔ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا ۔ اور پھر اس کے لیے بھی کہ حضرت عمارؓ نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضری دینے آئے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قدموں کی مخصوص آواز سنتے ہی فرماتے ۔ ہم عمارؓ کو خوش آمدید کہتے ہیں ۔ انہیں ہمارے پاس آنے دیا جائے ۔ جب ہم اپنی تاریخ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے اگر حضرت عمارؓ بن یاسرؓ

اس موقع پہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہیں۔ کسی دھڑے بندی کی بنیاد پر نہیں۔ بلکہ اس لیے کہ وہ خلیفہ راشد ہونے کی وجہ سے حق پر تھے۔ اور ان کے ہاتھ پر اکثر مسلمانوں نے بیعت کی تھی۔ یوں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما جو ہمیشہ حق کا ساتھ دے رہے تھے۔ آج بھی حق کے ساتھ تھے حضرت علیؓ، حضرت عمارؓ کے اس فیصلے سے بے حد مطمئن اور مسرور ہوئے۔ ان جیسے مردِ حق کے ساتھ دینے سے ان کا یہ یقین حق الیقین میں بدل گیا۔ کہ وہ حق پر ہیں۔ پھر جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوجیں صفین کے میدان میں آمنے سامنے صف آرا ہوئیں۔ تو حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ بھی میدان میں موجود تھے۔ ان کی عمر اس وقت ترانوے سال تھی لیکن اس عمر میں بھی وہ میدانِ قتال میں آجاتے ہیں۔ اور تیس سالہ نوجوان کی طرح انتہائی بے جگری سے لڑتے ہیں۔ یہاں اس بات کا ذکر ضروری معلوم ہوتا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جو بالعموم انتہائی خاموش طبع اور کم گو تھے۔ نبی کریمؐ کی وفات کے بعد سے یہ معمول بنا رکھا تھا کہ وہ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت ایک ہی بات وردِ زبان رکھتے۔

میں فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں میں فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ وہ دن رات ہر لمحے انہیں کلمات کا ورد کرتے رہتے گویا ان کا احساس بڑھتا جا رہا تھا۔ کہ اس فتنے کا زمانہ قریب آرہا ہے جس کی پیش گوئی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اور پھر جب یہ فتنہ برپا ہوا۔ تو حضرت عمارؓ حق کی حمایت میں فوراً میدان میں آجاتے ہیں خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ، بن ابی طالب اور امیر معاویہؓ کے درمیان برپا ہوا۔ اس کشمکش کے بارے میں ان کا موقف کیا تھا۔ اس کا اظہار اس خطبے سے ہوتا ہے جو انہوں نے جنگِ صفین کے موقع پہ دیا تھا۔ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا تھا۔

لوگو! اُٹھو اور میرے ساتھ ان لوگوں کا مقابلہ کرنے کے لیے آگے بڑھو جو یہ دعویٰ لے کر اُٹھے ہیں۔ کہ ہم خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ خُدا گواہ ہے کہ وہ خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ لے کر نہیں اُٹھے۔ بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ انہیں دنیا پرستی کی چاٹ لگ چکی ہے۔ اور وہ اس میں بُری طرح کھو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی پوری طرح معلوم ہے کہ ان کی شہوت پرستی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ حق کا وجود ہے اس لیے وہ حق کو ہر قیمت پہ اپنی راہ سے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔

انہوں نے اپنی تقریر میں، یہ بھی کہا۔ یہ لوگ نہ تو اسلام میں السابقون الاولون میں سے ہیں۔ اور

نہ ان کے دلوں میں تقویٰ ہے کہ ان سے اتباع حق کی توقع کی جا سکے اور اہل ایمان پر ان کی ولایت تسلیم کرنا اور ان کی اطاعت بجالانا واجب ہو۔ یہ لوگ عام مسلمانوں کو دھوکے سے یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ وہ خونِ عثمانؓ کا انتقام لینے کے لیے اُٹھے ہیں حالانکہ یہ لوگ اس بہانے جابر و ظالم بادشاہ بننا چاہتے ہیں۔

اور پھر انہوں نے جھنڈا ہاتھ میں لے کر اسے اوپر اُٹھا کر اور پکار کر کہنے لگے۔ اُس اللہ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ میں یہ جھنڈا لے کر بارہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بھی جہاد کے لیے نکلا ہوں اور آج میں یہی جھنڈا لے کر خلیفہ راشد علیؓ بن ابی طالب کی معیت میں اور ان کی حمایت میں لڑنے کے لیے نکلا ہوں۔ اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا مجھے اُس اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر انہوں نے ہمیں شکست فاش دی تو بھی مجھے اس بات کا یقین و اطمینان ہوگا کہ ہم حق پر ہیں۔ اور وہ باطل پر حضرت عمارؓ کی اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے جو پہلے حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھے حضرت علیؓ کی حمایت میں حضرت عمارؓ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ انہیں اس بات کا یقین ہوگیا تھا کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں سراسر حقیقت ہے۔ چنانچہ حضرت ابو عبدالرحمٰن سُلمی جو خود بھی اس معرکے میں شریک تھے۔ اس نئی صورتِ حال کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں۔ صفین کے معرکہ میں ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی ہمارے ساتھ تھے۔ اور ان کے ہمراہ صحابہ کرامؓ کی ایک بہت بڑی جماعت بھی برسرپیکار تھی۔ اور یہ لوگ پورے معرکے میں ان کے ساتھ رہے، چنانچہ لڑائی کے دوران میں جس طرف بھی جاتے اور جس وادی کا رُخ بھی وہ کرتے صحابہ کرامؓ کی یہ جماعت بھی ان کے ساتھ ہوتی۔ معلوم ہوتا تھا کہ عمارؓ اس جماعت کے قائد اور علمبردار ہیں۔ حضرت عمارؓ بن یاسر کبھی اس طرف سے حملہ کرتے کبھی دوسری طرف سے گویا انہیں اس بات کا یقین ہو چلا تھا کہ اب ان کی شہادت مقدر ہو چکی ہے اور انہیں اس بات کا یقین کیوں نہ ہوتا۔ جب کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کی اپنے کانوں میں گونج محسوس ہوتی تھی۔ آہ ابنِ سمیہؓ انہیں ایک باغی گروہ شہید کریگا۔ اور اسی یقین کی وجہ سے تھا۔ کہ ان کی زبان پر یہ کلمات رجزیہ اشعار کی شکل میں جاری تھے۔ آج عاشقانِ محمدؐ کا اپنے محبوبؐ اور ان کے رفقاء سے ملاقات کا دن ہے۔

اور پھر یہی کلمات دہراتے ہوئے حضرت عمار رضی اللہ عنہ صفیں چیرتے ہوئے امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کے پاس پہنچتے ہیں۔ اور انہیں مخاطب کر کے چند رجزیہ اشعار پڑھتے ہیں۔ جن کا مفہوم یہ ہے۔

ایک زمانہ وہ تھا جب ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں آپ کے والد ابوسفیان کے ساتھ نبرد آزما تھے۔ یہ وہ دور تھا۔ جب قرآنِ کریم نازل ہو رہا تھا۔ اور ابوسفیان اور بنو اُمیّہ کے دوسرے لوگ اس کا انکار کر رہے تھے۔ اس دور میں ہم قرآنِ کریم کے حکم کے مطابق ان سے جہاد کر رہے تھے۔ اور ماضی کی طرح آج بھی ہم آپ کے ساتھ نبرد آزما ہیں۔ اور یہ اس لیے کہ آپ خلیفہ راشد حضرت علیؓ کے مقابلے میں اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے نزدیک قرآن کی رو سے آپ کے خلاف جہاد فرض ہو چکا ہے اور ہمارا یہ جہاد اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک کہ حق کو مکمل فتح حاصل نہیں ہو جاتی۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے بار بار دشمنوں پر حملہ آور ہوتے اور بڑھ بڑھ کر حملے کرتے اور کشتوں کے پشتے لگاتے چلے جاتے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو حضرت عمارؓ کے سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کے بارے میں علم تھا۔ کہ انہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا، اس لیے انہوں نے اس بات کی پوری پوری کوشش کی ان کے سامنے آنے سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے۔ لیکن نبی کریمؐ کی اس پیش گوئی کو بہر حال پورا ہونا تھا۔ لہٰذا بالآخر ان میں سے بعض لوگوں نے آگے بڑھ کر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت معاویہؓ کی فوج میں زیادہ تر نومسلم شامل تھے۔ یہ لوگ دراصل اُن علاقوں کے رہنے والے تھے جو پہلے روم و ایران کی جابر و ظالم حکومتوں کے پنجۂ استبداد میں جکڑے ہوئے تھے اور انہیں اسلامی فوجوں نے فتح کر کے آزادی سے ہمکنار کیا تھا۔ یہ لوگ مسلمان تو ہو چکے تھے مگر ابھی تک ان کی صحیح اسلامی تربیت نہیں ہو سکی تھی۔ اب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ راشد حضرت علیؓ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر کے ایسے حالات پیدا کر دیئے تھے۔ کہ مسلمان خصوصاً یہ نومسلم حضرات لڑائی کی اس خوفناک آگ میں بری طرح بھسم ہونے لگے۔ یوں عداوت کی یہ آگ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ بھڑکتی چلی گئی تھی۔ اور اس پر قابو نہ پایا جا سکا حالانکہ ایسا بڑی آسانی سے ہو سکتا تھا۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر آناً فاناً پورے میدانِ جنگ میں پھیل گئی اور اس خبر کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کے بارے میں کی گئی پیش گوئی بھی پھیلتی چلی گئی۔

جہاں جہاں یہ خبر اور اس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی پہنچی لوگوں کو پتہ چلتا گیا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں سے حق پر کون ہے اور باطل پر کون؟ خلیفہ راشد کون ہے اور باغی کون؟

اس خبر کے پھیلنے سے جہاں حضرت علیؓ اور اُن کی فوج میں اپنے برسرِ حق ہونے کا احساس حوصلہ افزا تھا وہاں حضرت معاویہؓ کی فوج کے حوصلے اپنے باغی ہونے کے احساس سے پست تر ہوتے لگے اور وہ ان سے ٹوٹ ٹوٹ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملنے لگے۔ حضرت معاویہؓ کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ آگے بڑھے اور بلند آواز سے چلا چلا کر کہنے لگے۔ رسولِ کریم کی یہ پیش گوئی کہ حضرت عمارؓ بن یاسر رضی اللہ عنہما کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ بالکل صحیح اور سراسر حق ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ انہیں قتل کرنے والے لوگ فی الواقع ہیں کون ؟

پھر انہوں نے اپنی آواز مزید بلند کرتے ہوئے کہا ! عمارؓ بن یاسر رضی اللہ عنہما قتل کرنے والے اصل لوگ تو وہ ہیں جو انہیں اپنے گھر سے نکال کر ہمارے مقابلے پر لائے ہیں۔ حضرت معاویہؓ کی یہ بات اگرچہ مغالطہ دینے کی ایک واضح کوشش تھی۔ اور اس کا حقیقت سے دُور کا تعلق بھی نہیں تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ کچھ لوگوں کو شاید ایسی تاویلات کی تلاش میں تھے۔ اپنے ساتھ رکھنے میں کامیاب ہوگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ حضرت علیؓ کو حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کی شہادت کا علم ہوا تو وہ دوڑ کر ان کے پاس پہنچے اور ان کی لاش اُٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ انہوں نے خود ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور پھر انہیں انہی کپڑوں میں دفن کر دیا۔ جو وہ شہادت کے وقت پہنے ہوئے تھے۔

حضرت عمارؓ رضی اللہ عنہ کا جسدِ مبارک لحد میں اُتارنے کے بعد صحابۂ کرامؓ تھوڑی دیر قبر پر کھڑے رہے انہیں اپنے کانوں میں اس وقت بھی اس شہید کے یہ رجزیہ کلمات گونجتے محسوس ہوتے تھے۔

آج عاشقانِ محمدؐ کا اپنے محبوبؐ اور ان کے رفقاء سے ملاقات کا دن ہے ۔

اور وہ سوچنے لگے کہ شاید حضرت عمارؓ کو اپنی شہادت کے وقت کا پہلے سے علم ہو چکا تھا اور پھر اچانک ایک صحابیؓ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے۔ کہ کیا آپ لوگوں کو وہ دن یاد ہے جب ہم سب لوگ رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک آپؐ نے فرمایا تھا۔ جنت عمارؓ بن یاسر رضی اللہ عنہما کے انتظار میں ہمہ تن شوق بنی ہوئی ہے۔ اور پھر وہ سب ایک دوسرے کو حضرت عمارؓ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی یاد دلانے لگے۔